

منشور محمدی

۱۳۱۰ھ

بنگلور

منشور سولان ہمد محتاج بنجام و باخاتم و مہر آمدہ منشور محمدی و توثیق بلا توثیق انجیل و تجیل و گویان صفت و سیرت مہر و محمدی

منبر مطبوعہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری روز دوشنبہ ۱۹ جمادی

یہ اخبار عشرہ وار بمضامین تردید مذہب عیسوی چھپتا ہی قیمت اسکی سالانہ بصیغہ پیشگی ۵ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بنام ہمد مطبع آئی چاہے

مرتبہ ہی چند دلی ضلع ستاراکا رہنے والا۔ مرہٹی سے بخوبی واقف

اور بہت ہی لائق شخص ہے اخبارات کے ذریعہ سے اشاعت

اسلام کی جو حقیقت معلوم ہوئی تو جو رو بہ چون اور دوسرے

عزیزوں کو چھوڑ کر حیدر آباد اگر معتد انجمن پاس مشرف باسلام

ہوا اور محمد صدیق نام رکھا گیا۔ مولوی عبدالہادی صاحب

کے وعظ نے ہنکندہ و مسوارہ میں بہت کچھ اثر کیا پادریوں سے

مولوی صاحب کا مقابلہ ہوا جس میں مولوی صاحب کو پوری

کامیابی ہوئی جو شکار پادریوں کے ماتہ لگتا تھا وہ مولوی

صاحب کے ماتہ لگ گیا۔ اور ایک بہت بڑی جماعت اہل ہندو

کی اسلام کے قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے جن میں ایک مالدار

سوداگر بھی ہے جو اپنے متعلقین کے ساتھ اسلام سے مشرف

ہونے پر آمادہ ہیں۔ اللہم زد و فرد۔

بقیہ رافع البہتان العظیم عن القرآن الحکیم

قولہ صفحہ ۱۹ مطول ان الاخراج من الخلق الی الشفۃ البیر

من ادخالہ من الشفۃ الی الخلق حروف حلقی کا خارج ہونا

قبول اسلام

(حیدر آباد و دکن میں)

اس ہفتہ میں انجمن تبلیغ اسلام کے ذریعہ چند ہندو مشرف باسلام

ہوئے منجملہ ان کے، تو مسوارہ میں جناب مولوی عبدالہادی

صاحب واعظ انجمن تبلیغ اسلام کے ماتہ ایک بیدر میں جناب

مولوی عبدالعلیم صاحب مدرسہ مدنیہ جناب چند اشاہ مناقاری

کے ذریعہ سے اور باقی بلدہ میں ہمارے مسٹر کوٹلیم محمد عبدالقادر

صاحب و معتد انجمن کے ذریعہ سے۔ بیدر میں جو مشرف باسلام

ہوئے اور نکا پہلا نام و نکت سامی تھا قوم نانڈو ۲۷ سالہ عمر

یہ صاحب معلم و درزش مدرسہ سرکاری ہیں۔ انگریزی تنگی اور

اردو سے بخوبی واقف۔ چند ماہ تک حقایق اسلامیہ دریافت

کرتے رہے اور بعد ایقان کامل مشرف باسلام ہوئے۔ انکا نام

محمد نور اللہ رکھا گیا۔ بلدہ میں جو لوگ مسلمان ہو ان میں دو

تو تجارت پیشہ ہیں ایک منشی ملازم سرکاری بچپا نام جنکا نام

بعد مشرف اسلام عبداللہ رکھا گیا اور ایک شکر پری نامی

خلق سے شفت کی طرف اسہل ہے یعنی فصیح ہے نحو علم اور حرف
شفہی کا داخل ہونا شفت سے خلق کی طرف احسب و متعسر
ہے یعنی ثقیل نحو بلخ سورہ یوسف منع بضع وجہہ۔

سورۃ البقرۃ فلتع منع فتح تا آخر چند کلمات طلیات۔

اقول بحکم الکذب قد یصدق یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی
کہہ دیتا ہے اگر کسی نے آپ کی اس نقل کو بے قلب و بے دل
سمجھا ہی تو سمجھے ولیکن بندہ تو آپ کے کذب پیشہ اور رگ و ریشہ
سے واقف ہو کر اپنی راستبازی کو یاد رہیں کرتا بلکہ یہی جانتا

ہی کہ بقول سعدی علیہ الرحمہ خوی بد و طبیعتی کہ نشست
نزد و جز بوقت مرگ از دست۔ آپ ضرور اس نقل میں ہی

جلسازی کی ہوگی سواب آپ کا لگا کر خوب غور سے سنئے
کہ آپ کیسے جلساز اور فریب باز ہیں۔ سبحان اللہ ایسی دزد

اور مکاری بخریف زمانی سے شاید آپ ہی ادس عبداللہ
بن صوریہ یودی یک چشم کے استاد ہیں جسے حضرت سرور کائنات

اشرف مخلوقات رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور میں آیت رجم پر نور امین سے
ماتہ رکبہ آگے پیچھے سے پڑھا اور مطلب کو چھپا دیا تھا۔ مطلق

کی عبارت تو آپ کے اعتراض بے بنیاد کی سخت بیخ کنی کر رہی
ہے پھر اولٹا اپکا او سے الجھنا برا ہے چہ۔ عبارت کا سرف

آپ ہی بے وجہ حلال کا ٹکڑا کہا جائیں پھر اولٹا خود ہی مدعی
بھی ہو کر دست ادا ہر کھڑا کریں۔ پوری عبارت مطلق کی

اور اس کا مقصود اصلی یہی ہے۔ ولیس ذلک سبب الازہار
من الخلق الی الشفۃ الیمن او خالہ من الشفۃ الی الخلق لما

نجد من حسن غلب و بلخ و حلم و طبع بل بد امر ذوقی انتہی
اس عبارت پہلے مصنف پر یہ ثابت کرتا آتا ہی کہ متاخر حروف

کے ثبوت میں قرب بعد مخرج کو کچھ دخل نہیں چنانچہ کلمہ طبع متاخر
ہے اور علم غیر متاخر بلکہ نہایت فصیح باوجودیکہ یہ دونوں کلمے

بعید المخرج اور متحد الحروف ہیں پھر اس مضمون کے بعد یہ عبارت
مرقومۃ الصدر لکھی ہی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ طبع کے متناظر اور علم کے

فصیح ہو سیکتا یہ سبب نہیں ہو سکتا کہ حروف خلق سے شفہی کی طرف
آنا سہل تر ہی شفہی سے خلق کے طرف جاکے کیونکہ ہم غلب اور

بلخ اور حلم اور طبع ان سب کلمات کو کیساں فصیح یا پرین حالانکہ
غلب اور حلم میں اخراج عن الخلق اور بلخ اور طبع میں داخل

الی الخلق ہی پس معلوم ہوا کہ امر مذکور متاخر مقدم متاخر کا سبب
نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تو امر ذوقی ہی ذوق صحیح پر ہی جسکی

تعریف اور تقسیم ہم اوپر کر چکے ہیں موقوف ہی یہاں تک مطلق
کی پوری عبارت کا مطلب تھا۔ معترض منانے عبارت کا اصلی

تکڑا چسپاں مطلب معوق تھا اور وہ کلمہ لیس کا ہی چوڑا کر
مطلب کو بالکل بگاڑ دیا تھا نیست کو نیست و کہلا کر نہایت

چالاکی سے فریب دیا تھا اب اس کلمہ مسروقہ کو عبارت مطلق
مذکورہ فی الاعتراض کے ساتھ ملا کر واقعی مطلب چسپاں چسپاں

قسم کا خدشہ وارد نہیں ہو سکتا اور قرآن مجید ہر ایک کلمہ کی
مضاحت اعلیٰ درجہ کی ثابت کر رہا ہی ظاہر ہو گیا اور عام طور

پر یہ بات کھل گئی کہ مخالف کا اعتراض کچھ اعتراض نہیں تھا بلکہ
صرف دہوکہ دہی تھی۔ سواب کہان گئی معترض صاحب ذرا منہ تو

دکھلائیں اگر حیا و شرم سے کسی قسم کا کچھ تعلق ہی رکھتے ہیں تو ضرور
اس بہتان عظیم اور افتراء جہیم علی کلام العزیز الحکیم سے علانیہ

بطریق اشتہار توبہ کر کے اس مقدس کلام پر ایمان لائیں گے
(اور عذاب الیم سے نجات پا کر جنات التعمیم میں مقیم ہوں گے)

وہو الموفق المعین لمن اراد الصراط المستقیم و ہو سبیل المؤمنین

قولہ تشرون تشرون تشرون۔ انہیں تش س تا ورا۔ ہودہ تو اس کلام پاک کے آگے بے چرا و چون سرنگون ہے۔
 کے درمیان میں اس سبب یہ الفاظ قرآنی سبب را غلطی شد قولہ آراے انور ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورہ الصدر فصحا و بلغا کے
 ثقیل میں۔ اقول کوی بات اگی جھوٹہ بولنے اور حق کو باطل نزدیک ثقیلہ میں اقول مبرز راے انصاف پیرا ہو کہ چل
 بتانے سے خالی نہیں غلطی کے راے کے مطابق تو یہ قینون مرکب اسی کا نام ہے کہ اپنی حیالت کا بھی علم اور قرار نہ ہو۔
 کلام مقدس اہمیت ثقات منزه اور مبراہین اسکی را تو یہ ہی ماشا و کلام فصحا و بلغا تو اس افترا سے بری ہیں مان اگر جہلا
 کہتا اور نرای ہی کے درمیان شین کا واقع ہونا موجب ثقیل و حقا ان الفاظ مقدسہ کی ثقات کے قائل ہوں تو تعجب نہیں
 ہے نہ تا اور را کے درمیان بلکہ یہ تو اسکے نزدیک مزیل ثقیل سے و کم من عائب قولاً صحیحاً۔ و آفتہ من الفہم السقیم
 ہے حیث قال۔ ولو قال مستشرق لزال الثقل یعنی اگر مستشرق قولہ اہل سلام کا دعویٰ ہی کہ سورہ کوثر ارفع ہے مظهر ہو
 کے بدل مستشرق کہتا تو وہ ثقل جو تا اور زامی کے درمیان کہ اعطینا۔ بہ سبب قرب مخرج اور اخراج بہ سبب بعد مخرج اور
 شین کے واقع ہونے سے پیدا ہوا تھا اب تا ورا کے درمیان صل لربک بہ سبب اجتماع دو حرف یک جنس سے ثقیل میں
 شین کے واقع ہونے سے دور ہو جاتا علاوہ بران غلطی میں اقول اہل سلام کا دعویٰ ہمیشہ سچا رہا اور ہے اور رہیگا
 کا یہ مذہب ٹھیک بھی نہیں ہی علامہ تقی زانی نے مطول جسکا جی چاہے تجربہ کر لے سورہ کوثر چھوڑ جملہ قرآن مجید
 میں اسکو خوب طرح سے رد کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے وہو سہو یعنی بجمع کلمات کے ارفع ہونے میں کیا اب بھی کچھ شبہ رہا ضابطہ
 یہ غلطی کی سہو ہے اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ معترض صاحب بالاکو نصب العین رکھیگا (مان آپ تو مغذوہ میں کیونکہ مسلو
 اپنی بیاقت و صدا کے بجا رہے کنار تو اب معلوم ہو گئی سب العین فی الحالتین چراغ ہونہ ہو کی طرح روشنی سے فائدہ
 پر انکی حقیقت کھل گئی اب اپنی کیا رہے لوگ تو ان سے مستفیض نہیں ہو سکتا) قولہ امراء القیس نے سات قصید کے کچھ درواز
 ہونے سے رہے اب آپ خود ہی انہیں غوطے لگا لگا کر ڈوب پر اویران کیا جب آیت یا ارض ابلعی ماک و سماء اقلعی و
 مریں قولہ اجتماع دو حرف یک جنس و لفظ میں موجب ثقل غیض الماء و قضی الامر و استوت علی الجودی نازل ہوئی
 ہے نحو تخافون تشوزہن۔ تا آخر چند کلمات۔ اقول علم تب شہرہ فصاحت امراء القیس آخر ہوا منکشف ہو کہ ابلعی
 کا قرب وجوار بھی اگر ایکو نصیب ہے تا تو ایسے مہل کلمات نہ بولتے اور اقلعی یہ دو دون بہ سبب بعد المخرج ثقیل میں سماء
 اور ویسی لغویات مہم سے نہ نکالتے۔ عیب کر نیکو بھی کچھ ہزار اقلعی تو از حد ثقیل ہے۔ اخذ الالواح۔ افرغ علینا صبرا۔
 عقل درکار ہے۔ ضابطہ مختصر معانی مذکورہ الصدر از بر کر لیجئے فثم وجه اللہ ان اللہ واسع علیم و قالوا اتخذ اللہ ولداً ایسا
 ایکو تفصیل سے سمجھا ہی دیا ہے کہ موجب ثقل و رتنا فر کیا چیز یہ عبارات قرآنی بہ سبب قرب المخرج و بعد المخرج و اذنا
 وہ تو حرف ذوق صحیح ہی پر موقوف ہی اور اس کے آپ کو حروف شفہی بطرف خلق و اجتماع دو حرف یک جنس سے ثقیلہ
 ہزار کو س کی منافات سے نفرت اور جسکو نصیب خواہ کوئی ہیں اقول اس قول معترض میں جو کچھ مذکور ہے ہر ایک بات

کاجواب باصواب بسط و تفصیل سے اوپر دیا گیا ہے یہ کوئی نیا الگ
دوسرا اعتراض نہیں ہے فقط صفحہ سیاہ کرنے اور مقدار بڑھانے کی
غرض ہے پادری صاحب نے ان کلمات طبیات کو غلطہ ذکر کر دیا ہے
اعادۃ پھر بھی منکشف ہو کہ اوپر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ مدار
تتافز اور مناط ثقلات حرف ذوق صحیح ہی ہے قرب و بعد مخرج
و ادخال و اخرج حروف و اجتماع و حرف از یک جنس کسی کو
انہیں ثقلات اور تتافز میں کچھ دخل نہیں ہے پس اب خوب
روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سب بارات قرآنی و کلمات حافی
از حد نصیح ہیں اور واقعی بعد نزول ان آیات معجزات کے
شہرہ فصاحت امر الیقین آخر و ختم ہوا۔ امر الیقین کی کیا
حقیقت اس کلام ربانی حافی معجزہ بیانی نے تو یہ دعویٰ
واقعہ قطعیہ یقینیہ کر لیا ہے کہ تا قیام قیامت روز میں کے
افصح النصحا اور ابلغ البلغا و لو کان بعضہم لبعض ظہیر اجتماع
و فردی ایک میری آیت چھوٹی سے چھوٹی کا بھی کبھی مقابلہ
نہیں کر سکیں گے اور نہ اسکی مثل فصاحت و بلاغت میں لائیکیر
باللہ نداء پکار رہا ہے کہ کوی ہی جو میرے مقابلہ میں آوے اللہ
باللہ ثم باللہ ہرگز ہرگز کوی نہیں آسکا قول عبارات
قرآنی فلا اقسم بما تبصرون و ما لا تبصرون کلام ابی جہل قلیلا
ما تؤمنون کلام عقبہ بن ابی معیط قلیلا ما تذکرون یہ
قیئون عبارت باہم مساوی مندرجہ قرآن میں۔ اول
معلوم شد بافندگی۔ واہ پادری صاحب یہ اور ہی کا
اپنے ظاہر کیا یک نشد و نشد۔ آگے تو آپ نے صرف فصاحت
پر تہمت لگا کر اپنی قباحت ظاہر کی اور اسکا کچھ مزہ بھی حکما
اور پورا پورا اپنے وقت پر حکمیں لگایا اب آپ اور ہی کہیں کیلے
ولیکن یاد رہے کہ لوہر کھلاڑی میں اپناڑی نہیں جب آپ کو

بیٹھے بٹھائے اپنی رسوائی و خواری منظور ہی اور ہر کس و ناکس
کے آگے اپنا پردہ فاش کرنا مطلوب ہے تو لیجئے ٹوکرا سر پر کھڑی
پادری صاحب فرماتے ہیں یہ قیئون کلامین باہم مساوی ہیں
بیشک مساوی ہیں جب ہر ایک پاک پروردگار ہی کا سچا
کلام ہی تو پھر کیونکر مساوی ہوں۔ یہ تین کلام چوڑا دل
سے آخر تک یہ پاک کلام یکساں ایک پنج ایک روش پر
چلا جاتا ہے سو فرق نہیں۔ کیون ہو۔ ولو کان من عند
غیر اللہ لوحد وافیہ اختلافا کثیرا یعنی اگر یہ قرآن مجیدی
غیر خدا کا کلام ہوتا تو اس میں بہتر اختلاف اور تعارض پاتا
سے آفتاب اند دلیل آفتاب حقیقت قرآن بیشک ظہر
من الشمس ہے ولیکن آگے و آخر میں ہی تو معذور از بس
پادری صاحب علمی بھی (پھر خصوصاً اپنی) کس قدر فصاحت لاتی
اور ذلت و لاتی اور خجل کرتی ہے۔ اب تو آپ کی قلمی پورے
طور پر کہل گئی اور حال معلوم ہو گیا۔ شاید آپ نے کسی
تفسیر میں یا کسی شخص سے اس مقام پر ان کفار ابو جہل وغیرہ
کے نام دیکھے یا سنے ہونگے پھر وہ کہ دینے کے واسطے بمضون
کجو را ہر چیز کج میناؤ۔ آپ نے ناحق کجروی اور فائدہ عیب
چینی کے غرض سے اتنا طوفان باندھا کہ کلام ابی جہل وغیرہ قرآن
مجید میں ملکر اسکے برابر ہو گیا ہے چشم بد اندیش کہ برکنہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر۔ پاوی ستان قیئون کلاما مطہرات
میں گوی کلمہ بھی نہ ابو جہل کہے نہ اور کیسا مان اتنی بات
بیشک ہے کہ یہ کلمات ان کے شان میں نازل ہوئے ہیں
اور اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ کفار نابخار نے جو بڑے بڑے
نصحاء و بلغاء تھے اور کیسکو فصاحت و بلاغت میں اپنے
برابر نہیں جانتے تھے اور واقعی وہ اس زمانہ میں انہیں

فردو گمانہ ہی تھے جب اس کلام اعجاز نظام کے مقابلہ سے ہریت
بہمت اور شکست فاحش کہاے اور من کل الوجوہ عاجز اور
بے دست و پا ہو گئے اور اپنی جگہ پر خوب یقیناً سوجھ لیا اور قطعاً
جان لیا کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی تاب نہیں کہیں ہم سے اسکی
ہمسری نہیں ہوگی تو علی الجہار بلا انکار ہر ایک بلیغ نے اپنی
اپنی عاجزی کا عذر پیش کیا چنانچہ ابو جہل نے حضرت سید المرسلین
رحمۃ اللعالمین کے شان عالی میں کہا کہ یہ شاعر ہے اور ولید
بن مغیرہ نے کہا کہ ساحر ہی اور عقبہ نے کہا کہ کاہن تب اللہ
سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے سچے نبی کے سچا کرنے اور اپنے مقدس
کلام سے غبار اٹھانے کے واسطے قسم و حلف کہا کہ ہر ایک
بہتان لگانے والے کا جواب باصواب دیا کہ یہ سب تمہارا
بہتان ہیں اور بالکل بدایت کا انکار ہے کیونکہ ہر ایک سے
اظہار من الشمس ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حالت طفولیت اور
زمانہ یتیم سے تازمانہ نبوت تک معظمہ میں ہی رہے کہیں باہر
نہیں گئے کسی مکتب میں نہیں پڑھے کسی معلم کے پاس نہیں
بیٹھے امی کے امی ہی رہے اور یہ سب باتیں شعر و کہانت
و سحر بے سیکھے پڑھے بے استاد پکڑے نہیں حاصل ہو سکتیں
نو پھر کیونکر شاعر و غیرہ وغیرہ تم کہہ سکتے ہو کوی عذر تمہارا
قابل سماعت نہیں بلکہ یہ تو عین شہادت علی الشہادت
ہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی امی ہیں اور
یہ جو کلام تم کو سناتے ہیں وہ پروردگار عالم کا سچا کلام
ادسی کا اتارا ہوا ہے۔ تنزیل من رب العالمین۔ یاد رہے
صاحب اب تو اپنی دیانت و امانت و صداقت و یقین
کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح و لویج ہو گئی طفل
مکتب پنچیا لہ بھی فہم و درایت و کتابت عبارت میں

آپ سے بڑھ کر ہوگا اور ایسی غلطی نہیں کریگا۔ ایاز قدر خود
بشناس۔ سچ ہی جب چشم انصاف میں بند ہوتی ہی تو اسکی
ساتھ ہی بلکہ پہلے سب ہوش و حواس بھی رخت رحلت
باندھ لیتے ہیں سے بوقت صبح شود ہم چوروز معلومت۔
کہ باکہ باخندہ عشق و رشتہ مجبور۔ قولہ شکر ملک العلام کہ نسخہ
منفخہ الاسلام حصہ اول تمام شد۔ اقول آپکی ادعائے نبوت
کا تو یہ اقتضا ہے کہ اب آپ صاف صاف زبان سے اقرار اور
قلم سے لکھا کرین کہ میرا غلط نسخہ منسوخ اور میرا فریب و دھوکہ
منسوخ ہو کر بیباک منشور اکاذبہ لم یکن شیئاً مذکور ہو گیا ہی
اور بدرمیر جسکو میرے خبیث ضمیر بدخیر نے تہمت عدم افاضت
فضاحت لگائے تھے وہ حجاب و سحاب فک سے بلا شک
بر اوج بلاغت فلک طلوع و نمودار تا یوم قرار ہوا۔ الحمد للہ
حق حمدا کہ رسالہ رافع البہتان العظیم عن القرآن الحکیم جس سے
اسلام کا استحکام باحسن انتظام و تمکین و قیام علی الدوام
زیادہ تر از اعلام عظام اور خیر الکلام بدیع النظام کا اعلیٰ
درجہ بلاغت و اقصیٰ درجہ فصاحت پر ہونا ثابت ہوتا
ہے اور جوان کے مقابلہ میں اٹھتا ہے اور سکانا کام بلام
غائب خاص تمام و مضحکہ انام ہونا واضح ہوتا ہی حصہ اول
اسکا تمام ہوا۔

انابیل مروجہ کے مضامین میں اختلاف
اور تعارض

عیسائیوں کو تو اس بات کا فخر ہی کہ انابیل مروجہ الہامی
کتب میں اور وہ انکے صحیح اور من جانب اللہ ہو سکا
دعویٰ کر رہے ہیں مگر انکی طرز عبارت ہی خود بتاری
ہے کہ انکو الہام سے کچھ تعلق نہیں ہے انکی تاریخ کہ

کس زمانہ میں انکی تدوین ہوئی عیسیٰ علیہ السلام کے وفات سے کس قدر زمانہ بعد تالیف کی گئیں کس کس حصہ کو کون کون لوگوں نے تصنیف کیا اور دیگر حالات متعلقہ پر غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اناجیل مروجہ کیسے اعتبار کے قابل چیز نہیں ہے اگر ان سب باتوں سے قطع نظر صرف اسکے ایک حصہ کے مضامین اور واقعات کا دوسرے حصہ کے مضامین اور واقعات سے مختلف اور متعارض ہونا دیکھا جاوے تو یہ بات کہلی طور پر خیال میں آتی ہے کہ اناجیل مروجہ ہرگز الہامی اور خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔

اغلاط انجیل اور اسکے عدم الہامی ہونے کے ثبوت میں بڑے بڑے فاضل اور جلیل القدر مسلمان مصنفوں نے مطول اور ضخیم کتابیں تصنیف کیں اور منشور محمدی کے سینہ ماضیہ کے پرچے تو اس قسم کے مضامین سے پُر اور لبریز ہیں۔ گو یہ تحریریں کیسے زبردست اور مضبوط اور لاجواب ہوں اور اہل اسلام نے کیسی ہی تحقیق اور انصاف پسندی سے کام لیا ہو مگر عیسائی ان کے جواب میں صرف یہ کہہ کر کہ ہمارے مذہب کے مخالفوں نے تعصب سے لکھا ہے "پیچھا چھوڑا کرتے ہیں لیکن اس بارہ میں خود ان کے ہم مذہب عالموں نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں اور کس شہود اور حق پسندی سے اغلاط میں کو ثابت کیا ہے اسکے جواب میں تو عیسائیوں کو گوانکے سرشت ہی میں حق کے اقبال کا مادہ نہیں ہے ذرا نہ ذرا ضرور شرمندہ اور نگوںسا رہونا پڑے گا۔

اس بارہ میں عیسائیوں کے ایک دو کتابیں نہیں بلکہ

بیشمار کتابیں پائی جاتی ہیں جو ایک سے ایک ہر ہر عمدہ اور پُر زور رہی۔ جان ٹیلر نامی ایک فاضل انگریز کی ایک بسیط کتاب کے اس حصہ کا اختصار ہم بیان درج کرتے ہیں جس میں فاضل مصنف نے اناجیل مروجہ کے اختلاف مضامین سے بائبل کے عدم الہامی ہونے کو ثابت کیا ہے۔

متی باب ۴ ورس ۱۲ جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تو جلیل کو چلا گیا ۱۱۔ اسی وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت بہت نزدیک آئی۔ مرقس باب ۱ اور ۱۴ یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں اگر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ لوقا باب ۴ ورس ۱۴ و ۱۵ میں اس پہلے وعظ کو دوسرے عنوان سے بیان کرتا ہے پس ایک سری نیکیز تینوں راقمان اناجیل متی و مرقس و لوقا مختلف البیان ہیں تو کس کو صحیح اور کسکو غلط سمجھا جاوے لوقا باب ۱۷ ورس ۲۰ فریسیوں کے جواب میں مسیح نے کہا کہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے بیچ میں ہی متی و مرقس اس وعظ خدا کی بادشاہت کو پہلا وعظ لکھتا ہے اور لوقا بہت وعظوں کے پیچھے ذکر کرتا ہے تو کونسا بیان درست اور کونسا غلط خیال کیا جاوے۔

متی باب ۳ ورس ۱۱ اور ایک بچا ایک آسمان سے آواز دے گا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس تکین راضی ہوں۔ اور پھر متی باب ۱۷ ورس ۵ جس وقت وہ یہ کہتا تھا ایک چمکتی بادل نے اوپر سایہ کیا اور اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا عزیز

جس سے میں راضی ہوں تم اسکی سنو۔ مرقس باب ۱
ورس ۱۱ اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے
میں تجھ سے راضی ہوں مرقس باب ۹ ورس ۷ تب ایک
بادل نے اونپر سایہ کیا اور اس بادل میں سے آواز آئی کہ
یہ میرا پیارا بیٹا ہے اور اسکی سنو۔ لوقا باب ۳ ورس ۲
اور روح قدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اوپر اترتی
اور آسمان سے آواز ہوئی کہ تو میرا بیٹا ہے تجھ سے میں
راضی ہوں لوقا باب ۹ ورس ۳۵ اور بادل سے ایک
آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اور اسکی بات سنو۔

وجہ اختلاف متی اور مرقس کا بیان ایک طرح ہی
اور لوقا کا ایک طرح ان دونوں کے برخلاف۔ یعنی
حسب بیان متی و مرقس خدا نے جو اقنوم اول ہی کہا کہ
یہ میرا پیارا بیٹا ہے اور لوقا روح قدس کا مجسم ہونا اور
اس طرح کہنا بیان کرتا ہے اور پھر کوئی کہتا ہے کہ آسمان
سے آواز آئی اور دوسرے مقام پر ہے کہ بادل سے
آواز آئی حالانکہ آسمان اور بادل دو جدا شیا ہیں۔

ترجمہ کتاب اس ڈیوڈ سن ڈی ڈی
(انجیل متی کے حالات)

اس بیان میں بہت روایتیں قدیم فادرون کی ہیں
اور بہت اختلاف ہوا ہے اور پھر علماء مسیحی نے ایک دوسرے
کا رد کیا ہے پس ہر ہر کی توضیح بیان کو خاص ایک برائی
کتاب چاہی کسی نے سکتا ہے کسی نے سکتا ہے کسی نے سکتا
ہے وغیرہ قرار دیا اور دوسری روایتوں سے ان
سالوں میں متی کا شہر یہودیہ میں رہنا ثابت نہیں ہے
بلکہ دوسری جگہوں میں وعظ کرتے پھر نا ظاہر ہوتا ہے

اور ڈاکٹر نیکول امریکہ کی کتاب ایون جیلسٹ جو
دو جلدوں میں ہے کہتے ہیں کہ خود متی وغیرہ راقمان
اناجیل کا اناجیل تحریر کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے اسلئے کہ حسب
حکم مسیح کی زبانی وعظ شہر شہر سناتے تھے اور اسوقت
دستی تحریر کا دستور درواج کم تھا اور چونکہ اسبارہ میں
مسیح کا کچھ حکم نہ تھا بنا بر تالیف کرنا فضول جانتے تھے
اور برابر سناتے جاتے تھے یہودی و بت پرست دونوں
دشمن جانی تھے ہر جگہ عیسائی مارے جاتے تھے حواری
بار بار قید ہوا کئے وہ کسکے لئے تالیف کرتے جہاں پر سفر
حواریان کی تاریخ ہی زبانی وعظ لکھا ہے اگر یہ اناجیل
تحریر پائے ہوتے تو ضرور ان کتابوں کا کہو لکر پڑھنا مذکور
ہوتا اور ان کی وعظوں میں صد مسائل مرقوم ہیں جو کہ
ان اناجیل میں مندرج نہیں ہیں زمانہ قدیم میں زیادہ
اعتبار قلماءوت وہی کتب مجموعہ مواعظ پاک کتاب کلیسیا
میں مستعمل تھی پہلی صدی تک کسی کلیسیا کی فہرست دفاتر
میں نشان نہیں پایا جاتا ہے اگر ان اناجیل کا وجود ہوتا
تو ضرور مستعمل ہوتیں ولیسٹکاٹ صاحب انٹروڈکشن
اون دی گاسپلس میں مشر ذکر صدی اول لکھتی ہیں
کہ جمیع اپاسٹولیکل فادرس ٹراڈیشن یعنی احادیث حواریہ
کو استعمال کرتے تھے اور ان فہرست کلیسیا میں اناجیل کا
نام نہیں ہے۔ سید احمد حسین پٹنہ

کلکتہ میں مشر ویب صاحب کا لکچر
یہ حضرت سلطنت امریکہ کے ایک رکن رکیں اور وٹان
کے معزز و معتدین لوگوں میں گئیں جس روز یہ بیان
تشریف لائے تمام شہر میں شہرت ہو گئی خصوصاً مسلمانوں

کے محلوں میں ہوم چمکنی بیت سے ناخدا لوگ ان کے لینے کو کہات تک گئے اور جہاز سے ایک عمدہ گاڑی میں سوار کر کر ان کو اپنے مکان میں لے آئے جسوقت یہ حضرت جہاز سے اترتے تھے اسقدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ دوڑ تک کسی راستہ نہ ملتا تھا۔ غرض برے ہی کر وفر کے ساتھ انہوں نے یہاں نزول اجلال فرمایا اور عموماً مسلمانوں کی انکی تعظیم و تکریم میں کوی دقیقہ اٹھا نہ کہا حاجی نور محمد کے طرف سے اشتہار و زور و وعظ اپنی باب میں شائع ہوا اور اس سبب سے جمعہ کے روز ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ناخداؤں کی مسجد میں بیت سے آدمی جمع ہوئے اور نماز کے بعد مسٹر صاحب موصوف نے اپنا لکچر شروع کیا اور مولوی محمد یوسف صاحب کیل ٹائیکوٹ کلکتہ نے اسکا ترجمہ کیا مسٹر صاحب موصوف اوسے عمر کے آدمی ہیں اور چہرہ و بشرہ سے نہایت ہی حلیم و متین معلوم ہوتے ہیں لباس اسکا مسجد میں ترکی تھا اور آپ کی لکچر کا روح بیان یہ تھا کہ اب تمامی یورپ میں عیسائیت کی قلعی کھلتی جاتی ہی دنیا کے لوگ اب اسلام کو بنظر حقارت نہیں دیکھتے بلکہ بنظر تحقیقات ملاحظہ فرماتے ہیں اگرچہ امریکہ میں مشن سوسائٹی ہے لیکن درحقیقت کوی عیسائی نہیں ہے مذہب اسلام وہ مذہب ہے کہ دس بارہ برس میں تمام دنیا میں پھیل گیا اور اب ہم بھی دعا و امید کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ہی پھیل جائے اور اپنے دبدبہ و شوکت کے ساتھ قائم ہو جا پھر یاروں کے واقعی اور سچے حالات بیان فرمائے اسکے بعد بیان فرمایا کہ امریکہ و یورپ میں تمام لوگ گویا اسلام کے قائل ہیں لیکن عامل نہیں ہیں ادنیٰ کوشش و تحریک اگر

اس کے واسطے کیجائے تو وہ سب لوگ قائل و عامل اسلام ہو سکتے ہیں لیکن اسکے لئے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے پس اگر آپ لوگ ان کی ہدایت کی غرض سے کچھ روپیہ فراہم کر کے ایک سوسائٹی کے ذریعہ سے ان کو تلقین اسلام کریں تو بہت ہی خوب ہو گا اور یقین ہے کہ تمامی یورپ کے لوگ مسلمان و عامل قرآن ہو جائیں گے۔

اسکے بعد ایک ناخدا صاحب انکی تائید میں یہ فرمایا کہ صاحب موصوف ارشاد کرتے ہیں اور جسکی تائید کے لئے یہاں آئے ہیں اگر یہاں سب مسلمان متفق ہو جاویں تو کچھ مشکلات نہیں ہے۔ اسکے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ فقط

امریکہ میں مذاہب کی تحقیق

مندرجہ بالا عنوان کے تحت میں جو مضمون نمبر ۶ میں درج ہوا تھا اس میں صرف ۳ امور مباحثہ طلب کئے گئے تھے مگر صحیح بات یہ ہے کہ مندرجہ ذیل ۱۱ سوال تنقیح طلب قرار دئے گئے ہیں۔

۱۔ خدا کیا ہے۔ ۲۔ خدا کی ہستی کی شہادت۔ ۳۔ مذہب پر دنیا کا کیا دعویٰ ہے۔ ۴۔ مذہب نے ہر ایک زمانہ میں کیا ترقی کی۔ ۵۔ دنیا میں آجکل مذہب کی کیا حالت ہے۔ ۶۔ حال میں عجلت کے ساتھ کیا ترقی کیے مذہب کا تعلیم پر کیا اثر پیدا ہوا۔ ۸۔ سائنس اور مذہب کی مطابقت کن کن امور میں ہے۔ ۹۔ مذہب کا تجارت پر کیا اثر ہوا۔ ۱۰۔ مذہب نے علم ادب اور علوم و فنون پر کیا اثر کیا اخبار منشور محمدی کی تقسیم مفت جناب حاجی یوسف صالح صاحب پو منشور محمدی کے چند پرچے

مطبع بحر الاسلام معسکر بنگلور میں اہتمام سے محمد شریف کے چھپا۔